بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن،

وَبَعْدُ:

08-العقیدۃ الواسطیۃ: ارکان ایمان کا تیسرا، چوتھا اور پانچواں رکن: کتابوں، رسولوں اور آخرت پر ایمان

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ، اور ہم بات کر رہے تھے ارکان ایمان کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''

الإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ''۔

اور شرح میں ہم پہنچے تھے ''وَكُتُبِهِ'' کے لفظ پر یہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان ارکان ایمان کا تیسرا رکن ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے رُسُل علیہم الصلاۃ والسلام پر نازل فرمائی ہیں اور ہر رسول کی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ﴾ إلى آخر الآية (الحدید:25)(اور یقیناً ہم نے اپنے رسول بھیجے بینات کے ساتھ اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان کو بھی اتارا ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور یہ دلیل ہے کہ ہر رسول کے ساتھ کتاب ہے اور ہم تمام کتابیں نہیں جانتے کہ کون کون سی ہیں، اِن کتابوں میں سے جو ہم جانتے ہیں ''صحف إبراهيم، وموسىٰ''(سیدنا ابراہیم اور سیدنا موسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کے صحیفے) ''تورات، اِنجیل، زبور اور قرآن'' یہ چھ ہیں کیونکہ صحف موسیٰ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تورات ہی ہے یا تورات میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تورات کے علاوہ ہے۔ اگر تورات ہی ہے (یعنی تورات میں شامل ہے صحف ابراہیم

اور دونوں ایک چیز ہیں) تو پھر پانچ کتابیں ہیں اور اگر تورات کے علاوہ کچھ اور ہے صحف موسیٰ جو ہے تو پھر اس اعتبار سے یہ کتابیں چھ ہوئیں۔

اور اس کے باوجود بھی (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ہمارا ایمان ہے ہر اُس کتاب پر جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا ہے اگرچہ ہم اُس کتاب کو نہیں جانتے لیکن ہم اجمالی طور پر اُس کتاب پر یا اُن کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

معنی کیا ہے؟ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص پیغام اُس رسول پر نازل ہوا ہے کتاب کی شکل میں جو اُس نے اپنی اُمت کو پہنچانا ہے اب یہ پیغام جو ہے کتاب کی صورت میں ہے اِن میں سے ہم کتنے جانتے ہیں؟ کتنے جانتے ہیں سے مراد کیا ہے؟

جس کی دلیل موجود ہے قرآن اور سنت میں چھ ہیں جیسا کہ شیخ صاحب نے بیان فرمایا ہے یا پانچ ہیں۔ اگر تورات کے ساتھ صحف موسیٰ کو شامل کیا جائے تو پھر تو پانچ ہوئیں اگر الگ سے ہیں یہ صحیفے جو ہیں تو پھر چھ ہوئیں، ہمارا ایمان ان کتابوں پر ہے۔ وہ کتابیں جن کے نام ہم نہیں جانتے (اب رسول تو ہیں، کتابیں یہ ہم چھ جانتے ہیں یا پانچ) جس رسول کی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہے کیا اُس پر ایمان نہیں ہے ہمارا؟! ایمان تو ہے۔ تو پھر کس طریقے سے ایمان ہو گا؟ اجمالی طور پر۔

پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "وَرُسُلِهِ" ارکان ایمان کا چوتھا رکن جو ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَرُسُلِهِ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اور یہ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کی وحی نازل فرمائی ہے اور حکم دیا ہے اس وحی کو پہنچانے کا، اور سب سے پہلے رسول جو ہیں وہ ہیں سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور سب سے آخری ہیں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول کون ہے؟ رسول وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وحی دی ہے (جس پر وحی نازل کی ہے) شریعت کی اُساس پر (وحی کیا ہے؟ شریعت ہے) اور حکم دیا ہے اس پیغام کو پہنچانے کا تبلیغ کرنے کا۔ سب سے پہلے رسول سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور اور سب سے آخری جو ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

دلیل کیا ہے کہ سب سے پہلے جو ہیں رسول سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں؟ ان میں سے تقریباً تین کا ذکر ہے یا چار کا آیئے دیکھتے ہیں۔

سب سے پہلے قرآن مجید میں سے جو دلائل ہیں پہلی آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ﴾ إلى آخر الآية (النساء:163) (بے شک ہم نے آپ پر وحی نازل کی ہے اسی طریقے سے جیسے کہ ہم نے سیدنا نوح (علیہ الصلاۃ والسلام) اور انبیاء پر اُن کے بعد وحی نازل کی ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "يعني: وحيًا، كإيحائنا إلى نوح والنبيين من بعده، وهو وحي الرسالة" (وحی جیسا کہ ہم نے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء جو سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد ہیں اُن پر وحی نازل کی ہے، اور یہ وحی رسالت کی وحی ہے)۔

الفاظ کیا ہیں؟ ﴿إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ﴾۔ تو پہلے کس کا ذکر ہے؟ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا اور انبیاء کا جو بعد میں آئے ہیں۔

دوسری آیت یعنی دوسری دلیل کہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سب سے پہلے رسول ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَٰهِيمَ وَجَعَلْنَا فِى ذُرِّيَّتِهِمَا ٱلنُّبُوَّةَ وَٱلْكِتَٰبَ﴾ إلى آخر الآية (الحدید:26)۔

اور اس آیت میں ﴿فِى ذُرِّيَّتِهِمَا﴾، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ سیدنا نوح اور سیدنا ابراہیم (علیہم الصلاۃ والسلام) کی ذرّیت اور جو سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ہیں وہ اُن کی ذرّیت میں سے نہیں ہیں (یعنی ظاہر بات ہے)۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا فَٰسِقِينَ﴾ (الذاریات:46)۔

اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قوم نوح ﴿مِّن قَبْلُ﴾ (سب سے پہلے یعنی) ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا فَٰسِقِينَ﴾ (وہ قوم فاسقین تھے)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ یہ تین دلائل ہیں قرآن مجید میں سے کہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سب سے پہلے رسول ہیں، اور سنت میں سے شفاعت کی حدیث میں یعنی یہ واضح الفاظ ہیں جب اہل موقف میدان محشر میں لوگ کہیں گے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے تاکہ وہ سفارش کریں شفاعت کریں حساب شروع ہونے کے لیے (اسے شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں)، تو سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے کہیں گے "أَنْتَ أَوَّلُ رسُولٍ أَرسلَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ" (جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے) کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل اَرض کے لیے (یعنی زمین والوں کے لیے) بھیجا ہے مبعوث فرمایا ہے)۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں "وهذا صريح" (اور یہ صریح ہے یعنی واضح دلیل ہے جس میں اوّلیت کا ذکر ہے کہ سب سے پہلے رسول جو ہیں وہ ہیں سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام)۔

یعنی آیت کریمہ میں دلالت ہے ان تین آیتوں میں کہ ذکر پہلے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے بعد میں دیگر انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کا ذکر ہے، اور اس حدیث میں واضح الفاظ ہیں اوّلیت کے کہ میدان محشر میں لوگ مختلف انبیاء کی طرف جائیں گے، سیدنا آدم، پھر سیدنا نوح، پھر سیدنا ابراہیم، پھر سیدنا موسیٰ، پھر عیسیٰ (علیہم الصلاۃ والسلام)، پھر سب سے آخر میں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تو جب پہنچیں گے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف تو عرض کریں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں۔ تو اس حدیث میں یہ واضح الفاظ ہیں کہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں سب سے پہلے رسول ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں نبی ہیں رسول نہیں ہیں (تو سب سے پہلے نبی سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور سب سے پہلے رسول سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں)۔

سیدنا ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کے تعلق سے یعنی ایک غلط فہمی کا ازالہ ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) بہت سارے مؤرخین جو ہیں یا ان کی اکثریت جو ہے اور بعض مفسرین جو ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ سیدنا ادریس علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ہیں اور سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے اَجداد میں سے ہیں (یعنی باپ دادوں

میں سے ہیں) لیکن یہ قول ضعیف ہے "ضعيف جدًا" شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور قرآن اور سنت جو ہیں ان کا رد کرتی ہے اور صحیح بات یہ ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔

(یعنی سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام، اور سے پہلے رسول جو ہیں وہ ہیں سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام)۔

اچھا سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں، اب دلالت کیا ہے کہ آخری رسول جو ہیں وہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:40) "ولم يقل: وخاتم المرسلين" (یوں نہیں فرمایا خاتم المرسلین ہیں)۔ کیوں؟ کیونکہ "لأنه إذا ختم النبوة، ختم الرسالة من باب أولى" (کہ نبوت کے خاتمے سے رسالت کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے (کیونکہ ہر رسول تو نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اگر آپ یہ کہتے ہیں (یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے) کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے) "في آخر الزمان" (آخری زمانے میں) جب کہ وہ رسول ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام) تو اس کا جواب کیا ہے؟

بات کیا ہو رہی ہے؟ کیونکہ یہ شبہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت پر، بعض لوگ کہتے ہیں خاتم النبیین نہیں ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے صحیح حدیث میں آیا ہے تو پھر خاتم النبیین تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہوئے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے ہم یہ کہتے ہیں "هو لا ينزل بشريعة جديد، وإنما يحكم بشريعة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (ایک نئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے آخری زمانے میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) جو شریعت ہے اس شریعت کے مطابق حکم دیں گے اور حکم کریں گے)۔

اگر کوئی شخص یہ کہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) یہ متفق علیہ بات ہے کہ سب سے بہترین شخص جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں

اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مطابق یعنی حکم دیں گے تو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں سے ہوں گے (یعنی اتباع کرنے والوں میں سے ہوں گے) پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سب سے بہترین امت میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق ہیں جب کہ کون ہونا چاہیے؟ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) جواب بھی کئی طریقوں سے جواب ہے اس شبہ کا اس غلط فہمی کا:

1-سب سے پہلے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں رسول ہیں اولوالعزم میں سے ہیں مستقل رسالت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور کسی کے دماغ میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی کہ کوئی شخص مقارنہ کرے موازنہ کرے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اور سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا، تو مفاضلہ تو دور کی بات ہے کہ کون افضل ہے دونوں میں سے۔

کیونکہ ہم کہتے ہیں نا کہ سب سے بہترین شخص جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق ہیں مفاضلہ ہو گیا نا۔ سب سے افضل کون ہے امت میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد؟ سیدنا ابو بکر صدیق ہیں۔ تو سب سے پہلی بات مفاضلت جب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی بات کرتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق کی بات کرتے ہیں تو مفاضلت کا تو نام ہی نہیں ہے کہ کہاں اللہ کے رسول اور کہاں ایک امتی جب کہ سیدالمرسلین کے امتی میں سے ہیں افضل الانبیاء کے امتی میں سے لیکن ہیں امتی رسول تو نہیں ہیں نا۔ تو مفاضلت تو ابتداءً درست نہیں ہے کسی کے ذہن میں تو یہ بات آ ہی نہیں سکتی۔

اور یہ اصل مسئلہ جو ہے سرے سے ہی ختم ہو جاتا ہے اور یہ تنطع میں سے ہے یعنی دین میں غلو میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعونَ" (ہلاک ہوئے دنیا میں سختی کرنے والے اور غلو کرنے والے)۔

2-دوسری بات یہ ہے ہم کہیں گے کہ "هو خير الأمة إلا عيسى عليه السلام" (سیدنا ابو بکر صدیق امت میں سب سے افضل ہیں سوائے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے (سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ سب سے افضل ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد))۔

3-تیسری بات ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام امت میں سے ہیں ہی نہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی نہیں ہیں) اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہم یہ کہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہیں جب کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پہلے گزر چکے ہیں (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے) لیکن ہم یہ کہیں گے کہ اتباع کرنے والے ہیں جب نازل ہوں گے دوبارہ آخری زمانے میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت جو ہے وہ تاقیامت رہے گی۔

یعنی شریعت جب تاقیامت رہے گی اور پہلے جو عرصہ گزرا ہے جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے رسول تھے پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا پھر قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے (جیسے صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے اور دیگر صحیح احادیث میں آیا ہے اس کی تفصیل بھی ہے) تو جب نازل ہوں گے پھر جو شریعت تھی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں وہ تو منسوخ ہو چکی ہے کیسے منسوخ ہوئی کس چیز سے؟ قرآن مجید سے، اللہ تعالیٰ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت سے منسوخ ہو چکی ہے۔

اب جب نازل ہوں گے عمل تو کریں گے نا تو کس شریعت کے مطابق عمل کریں گے جو اپنی تھی پہلی جب کہ وہ دین اسلام تھا یاد رکھیں؟! سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی جو شریعت تھی وہ کیا تھا؟ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران:19)۔ جب نازل ہوئے وہ شریعت منسوخ ہو گئی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے اور قرآن مجید سے۔ تو عمل تورات پر، انجیل پر یا قرآن پر کریں گے؟ قرآن پر کریں گے۔ اچھا انجیل کہاں گئی؟ منسوخ ہو گئی۔ اب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب انجیل پر عمل نہیں کریں گے قرآن پر عمل کریں

گے تو پھر کیا یہ کہا جائے گا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں یا اتباع کرنے والے ہیں؟اتباع کرنے والے ہیں۔

تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ یہ فرمارہے ہیں کہ فرق ہے امتی میں اور اتباع کرنے والے میں،امتی وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہے اور اتباع کرنے والا وہ ہے جو امتی نہیں ہو سکتا جیسا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں (سمجھ آئی ہے کہ نہیں؟)۔تو اس اعتبار سے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں متبعین میں سے ہیں نا کہ امت میں سے اور ہم بھی کیا بات کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق افضل الأمہ (متبعین نہیں) سب سے افضل امت میں سے ہیں۔

تو تیسرا اعتبار تیسرا جواب یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام امت میں سے ہیں ہی نہیں بلکہ اتباع کرنے والوں میں سے ہیں اور اس اعتبار سے افضیلت سیدنا ابو بکر صدیق کی باقی رہے گی امت میں لیکن جو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی افضیلت ہے وہ اپنی جگہ پر وہ متبعین میں سب سے افضل ہے۔

اگلا پھر ایک شبہ ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں،اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اتباع کرنے والے کیسے ہوں گے جب کہ خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑیں گے اور اسلام کے سوا کوئی بات نہیں قبول کریں گے یعنی جزیہ بھی ختم کردیں گے (جب کہ اسلام جو ہے جزیہ کا اقرار کرتا ہے)۔

یعنی اگر ایک کافر ہے آپ اسے حکم دیتے ہیں کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے وہ انکار کرتا ہے،آپ کہیں پھر دوسرا راستہ یہ ہے کہ جزیہ دینا ہے تم نے۔وہ انکار کرتا ہے تیسرا کیا ہے؟ تلوار ہے اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے جہاد کرنا ہے (جب اہل اسلام میں طاقت ہو گی تب کی بات ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھا۔اگر کوئی شخص جزیہ دینا چاہے تو قبول کیا جائے گا کہ نہیں؟ قبول کیا جائے گا۔یہ شریعت ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

جن احادیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہوا ہے ان میں یہ ذکر بھی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے یعنی خنزیر حرام ہو گا،صلیب کو توڑ دیں گے کرسچنیٹی (Christianity) باقی نہیں رہے گی) اور جزیہ بھی ختم کردیں گے دو چیزیں باقی رہیں گی یا اسلام ہے یا تلوار ہے۔

شبہ کیا ہے؟ شبہ یہ ہے کہ جب ہم نے یہ کہہ دیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اتباع کرنے والوں میں سے ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) تو پھر اتباع کیسے ہوئی یہ تو مخالفت ہوئی جزیہ بھی ختم ہوا صلیب کو بھی توڑ دیا خنزیر کو بھی؟ خنزیر تو ویسے ہی حرام ہے یاد رکھیں کر سچنیٹی (Christianity) میں بھی حرام ہے اسلام میں بھی حرام ہے۔ کر سچنیٹی (Christianity) میں چرچ جو ہے صلیب کا تصور کر سچنیٹی (Christianity) میں جو اصل اگرچہ کر سچنیٹی (Christianity) لفظ جو ہے وہ درست نہیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کے مطابق خنزیر بھی حرام اور تثلیث بھی حرام، صلیب بھی حرام۔ یہ تو جیسے میں کہتا ہوں کہ سینٹ پال آیا اور اس نے بعد میں تبدیل کیا پورا تباہی مچادی اور جو موجودہ نصرانیت ہے جسے کر سچنیٹی (Christianity) کہا جاتا ہے حقیقتاً یہ پال کی تعلیمات ہیں ناکہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی، خود کر سچن بھی اس کو مانتے ہیں۔

اُن کے جو یعنی منصفین ہیں جو تھوڑا سا انصاف باقی ہے ان کے دلوں میں وہ خود کہتے ہیں کہ واقعی جو تعلیمات ہیں جو ہمیں کتابوں سے ملتا ہے اُن کی تحریف شدہ انجیل میں فرق نظر آتا ہے (الغرض جو بھی ہے)۔

تو اس کا جواب کیا ہے ابھی ہم نے یہ کہا اس پر ہمارا اتفاق ہوا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام متبعین میں سے ہیں اللہ تعالی کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کیسے ہو گی؟

اب جواب دیکھیں بڑا پیارا ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار جو ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ایسا کریں گے (یعنی خبر کس نے دی ہے ہمیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔ تو اقرار ہے کہ نہیں؟ اور اقرار ہے) اب جب اقرار ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو اتباع کون کرے گا؟ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام۔ تو متبع تو ہوئے نا ورنہ ہمیں کہاں سے پتہ چلتا؟!

"فتكون من شرعه ويكون نسخًا لما سبق من حكم الإسلام الأول" تو یہ منسوخ کس کے فرمان سے ہوا؟ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عمل سے نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے اس فرمان سے ہوا کہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ بھی نہیں لیں گے۔

ارکان ایمان کا پانچواں رکن "وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ" (اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بعث سے مراد مرنے کے بعد قبروں سے دوبارہ زندہ ہونا (قبروں سے نکالنا اور دوبارہ زندہ ہونا)۔ یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں سے ہے اور یہ ثابت ہے کتاب، سنت اور اجماع سے بلکہ یہود و نصاریٰ کا اجماع بھی اس میں ہے کہ وہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ لوگ زندہ ہوں گے اور اُن کا حساب بھی ہو گا۔

قرآن مجید میں سے جو دلائل ہیں قرآن مجید میں سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾ إلى آخر الآية (التغابن: 7) (اہل کفر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے) ﴿قُلْ﴾ (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ﴿بَلٰى﴾ (بے شک) ﴿وَرَبِّيْ﴾ (میرے ربّ کی قسم) ﴿لَتُبْعَثُنَّ﴾ (تمہیں ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا)۔

((اور یہ بالکل واضح دلیل ہے اور قسم کے ساتھ))۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾ (المؤمنون: 15-16) (پھر بے شک تم اس کے بعد مر جاؤ گے (یعنی زندگی کے بعد جو دنیا کی زندگی ہے پھر اس کے بعد)) ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾ (پھر تم یقیناً قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے (یا دوبارہ زندہ ہوں گے))۔

البعث کا یہ ایک کلیہ یاد کر لیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کہ آخرت پر ایمان کے تعلق سے بنیادی بات ہے جس میں نزع ہوا اہل کفر کا اپنے رسولوں سے اور جو دلائل ہمیں ملتے ہیں قرآن مجید میں تین قسم کے ہیں:

1- قسم (اسے یاد کر لیں سورۃ التغابن کی آیت) کہ قسم سے اللہ تعالیٰ نے اسے ثابت کیا ہے جب کہ خبر کافی تھی۔

2- دوسری ہے خبر، کئی آیات میں دوبارہ زندہ ہونا جیسا کہ سورۃ المؤمنون کی آیات میں آیا ہے۔

3- تیسری کوئی جانتا ہے تیسری قسم کے دلائل؟ یہ قسم ہے صرف یعنی دلائل صرف تین نہیں ہیں قسمیں تین ہیں پہلی قسم ہے دوبارہ زندہ ہونے کی مرنے کے بعد، دوسری خبر ہے بغیر قسم کے۔ تیسری؟ قرآن مجید (قرآن کی بات ہو رہی

ہے)۔ ''ضرب المثل''مثال کہ زمین مردہ ہے بارش اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے زمین زندہ ہو جاتی ہے زرخیز ہو جاتی ہے تو جو ربّ اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ اس انسان کو مرنے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا کیا؟!(سبحان اللہ)۔

تو تین قسم کے دلائل ہیں۔

سنت میں سے شیخ صاحب فرماتے ہیں، متواتر احادیث سے ثابت ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ لوگ جو ہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے۔

تیسری قسم کی دلیل: سب سے پہلے کیا ہے؟ قرآن، دوسری سنت، تیسری؟ الاجماع۔ مسلمانوں کا اجماع ہے اجماع قطعی ہے کہ لوگ جو ہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے قیامت کے دن اور اُن کا حساب بھی ہو گا جو اعمال اُن لوگوں نے کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾(الزلزلۃ:7-8)۔

یعنی اس آیت میں دیکھیں چھوٹی سی سورت ہے ان آیات کو ہم بار بار پڑھتے ہیں کبھی سوچا ہے ہم نے؟! جملہ شرطیہ ہے شرط ہے اور اُدوات الشرط جازمہ ہوتی ہے کہ جزم کے ساتھ، یقیناً۔ ہم جتنے اعمال بھی کرتے ہیں ہمیں یہ یقین ہے کہ حساب تو ہو گا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ذرّے برابر کا حساب بھی ہو گا؟! خیر ہے اُس کی جزا ہو گی (ذرّے برابر)، شر ہے اُس کی سزا ہو گی اگرچہ ذرّے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

دوسری بات اس میں کیا ہمیں فائدہ ملتا ہے؟ کہ ترازو کتنا باریک ہے! کبھی سوچا ہے کہ ذرّے برابر کا وزن بھی ہو گا؟! اہل شر کے لیے سخت وعید ہے کہ اپنے شر سے رُک جائے ورنہ ذرّے برابر کا بھی اُن لوگوں نے حساب دینا ہے، اور اہل خیر کے لیے کتنی خوشخبری ہے کہ اپنا خیر اگر چھوٹے سے چھوٹا بھی ہو چھوٹنے نہ پائے کیونکہ ذرّے برابر کا بھی اُن کو اُجر ملنے والا ہے (سبحان اللہ)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ﴾(الانشقاق:6)۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں، تو یاد رکھو اس ملاقات کو تاکہ تم عمل کرنے والے بن جاؤ ڈرتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گی قیامت کے دن اور تمہارے پاس عمل صالح میں سے کچھ بھی نہ ہو تو اُس دن کے لیے تم نے کیا کیا ہے انتقال کے دن

جب اس دنیا سے انسان منتقل ہو جاتا ہے؟ آخرت کی طرف قیامت کے دن کے لیے کیا کیا ہے "لیوم اللقاء" کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوگی حساب کے لیے اُس کے لیے کیا کیا ہے؟ اکثر لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ اُن لوگوں نے دنیا کے لیے کیا کیا ہے!

اور یہ سچ بات ہے میرے بھائیو ہم دنیا کے لیے تو بڑا سوچتے ہیں اُس دن کے لیے بھی سوچا ہے؟! ہماری حالت دیکھیں ترس آتا ہے واللہ! (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین))۔

جب کہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) اکثر لوگ دیکھتے ہیں کہ اُن لوگوں نے دنیا کے لیے کیا کیا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس دنیا کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں یہ جانتے نہیں کہ وہ پائیں گے کہ نہیں پائیں گے، انسان بڑے منصوبے بناتا ہے دنیا کے لیے کہ کل یہ کرے گا اور پرسوں یہ کرے گا لیکن کل اور پرسوں اس کی زندگی میں آتا ہی نہیں ہے یہ بھی ہوتا ہے!

لیکن جو یقینی چیز ہے وہ یہ ہے جس سے اکثر لوگ غفلت کا شکار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا﴾، یعنی آخرت کے اعتبار سے غافل ہیں، اور دنیا کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ﴾ (المؤمنون: 63) ((سبحان اللہ)) دنیا کے اعمال میں اس کے علاوہ جو ہے کرتے رہتے ہیں لیکن آخرت سے غفلت میں ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، جملہ اِسمیہ اس لیے لے کر آئے ہیں (جملہ اِسمیہ سے کیا ہمیں ملتا ہے فائدہ؟) اِستمرار اور دوام اس میں ہوتا ہے ہیشگی کا پیغام ہوتا ہے، "هم لها عاملون" (کرتے رہتے ہیں)، جب آخرت کی بات آئی ﴿لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا﴾ جیسا کہ سورۃ ق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی قیامت کے دن، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ﴾ (ق: 22)، غفلت میں تھے لیکن جب اس غشاوت کو ختم کر دیا گیا یقینی دیکھا قیامت کے دن اب نگاہ بھی تیز ہو گئی لوہے کی طرح سب کچھ نظر آنا شروع ہوا۔

دنیا میں تو ہمیں نظر نہیں آتا کہ قیامت کے دن کیا ہونے والا ہے اہل ایمان کے لیے یہ خبر یقینی کافی ہے، اس لیے دیکھیں دو لوگ نماز میں ایک ساتھ کھڑے ہیں امام تلاوت کر رہا ہے آخرت کا ذکر ہوتا ہے ایک رو رہا ہوتا ہے اور ایک کو پرواہ نہیں ہوتی!

ایک ہی صف میں کھڑے ہیں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں فرق کیا ہے دونوں میں ؟ کیا ایمان برابر ہے دونوں کا ؟ ! (سبحان اللہ)۔ جب کہ سمجھنے والے دونوں ہیں یہ نہیں کہ چلو یہ عجم ہے اس کو پتہ نہیں ہے ! میں اُس کی بات کر رہا ہوں جس کو عربی بھی آتی ہے قرآن کی سمجھ بھی ہے۔ اثر دل پر قرآن مجید کا دولوگوں کے دلوں میں برابر اس لیے نہیں ہوتا کیونکہ ایک دل جو ہے اللہ کے خوف سے بھرا ہوا ہے ایمان مضبوط ہے ، اور دوسرا تھوڑی سی کمزوری ہے ، تیسرا اُس سے زیادہ کمزوری ہے ، چوتھا غفلت کا شکار ہے (نعوذ باللہ)۔ اس لیے جتنا ایمان مضبوط ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا خوف اس میں زیادہ ہوتا ہے اور اتنا ہی قرآن مجید کا اثر ہوتا ہے۔

اور آخرت پر ایمان آپ دیکھیں آخرت کا ذکر قرآن مجید میں ہر سورۃ میں ہے تقریباً (بھرا ہوا ہے قرآن مجید)۔ وجہ کیا ہے ؟ اس مسلمان کے ایمان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے تاکہ اس بندے کا دل ربّ سے جڑا رہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہمیشہ طاری رہے ، قدم قدم پر مراقبہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے میں کس طرف جا رہا ہوں میں کیا کر رہا ہوں ، زبان کے چلنے سے پہلے پہلے دل میں بات اترتی ہے پھر سوچتا ہے پھر تولتا ہے پھر بولتا ہے یہ نہیں کہ جو بھی زبان میں آیا کہہ دیا ! کسی کی بات ہو رہی ہے کہیں پہنچ گیا سمجھ گیا کہ غیبت ہو رہی ہے فوراً رُک جاتا ہے اگر زبان چلی فوراً (سبحان اللہ) اُس کے دل کی کیفیت ہی ایسی ہے۔

دیکھیں بعض اوقات انسان انجانے میں بات کرتے کرتے کسی کا ذکر آتا ہے تو بات شروع ہو جاتی ہے بغیر وجہ کے (کوئی علمی مسئلہ نہیں ہے کوئی سوال جواب نہیں ہے ایسے ہی) تو غیبت میں انسان لگا رہتا ہے اور بعض لوگوں کو فوراً سمجھ آجاتی ہے بھئی کیا ہو رہا ہے یہ ! رُک جاتے ہیں اور دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں روک دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ لگے رہتے ہیں فرق نہیں پڑتا !

تو دل کی کیفیت (بعض لوگ یاد رکھیں جتنا یہ دل کا تعلق سچ بات ہے کبھی اس پر بات کروں گا بات لمبی ہو جائے گی) دل ہمارا ہے ہی نہیں دل اس ربّ کا ہے حق بات یہ ہے جس نے پیدا کیا ہے اور خصوصی طور پر ہمیں یہ تحفہ دیا ہے جو گورنر ہے پورے جسم کا ، اگر یہ گوشت کا ٹکڑا سدھر جائے تو پورا جسم سدھر جاتا ہے اگر یہ ناکارہ ہو جائے (نعوذ باللہ) تو پورا جسم ناکارہ ہو جاتا ہے ، اسے کہتے ہیں جسم کا بادشاہ۔

اور یہ جو بادشاہ ہے (جسم کا بادشاہ جو ہے) اس کا تعلق ربّ سے ہے ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد : 28) ، اس کا اطمینان دنیا میں ہے ہی نہیں دنیا کی کوئی لذت آپ دیکھ لیں واللہ سکون نہیں ملے گا ! اگر مال میں ہوتا تو سب سے مالدار انسان سکون میں ہوتا کہ نہیں ؟ اگر خوبصورت بیوی میں ہوتا تو جس کی سب سے خوبصورت بیوی

ہے وہ سب سے سکون میں ہوتا کہ نہیں؟ اگر زیادہ تر اولاد میں ہوتا، یا بزنس میں ہوتا، یا اچھی گاڑی میں ہوتا، یا اچھی سواری میں ہوتا، اچھے گھر میں ہوتا، اچھے بنگلے میں ہوتا محل میں ہوتا تو سب سے زیادہ خوش سکون والے لوگ کون ہوتے؟ دنیا کے امیر لوگ ہوتے۔

میں جانتا ہوں ایسے امیر لوگ بھی آتے ہیں جو نیند کے لیے گولی کا سوال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نیند ہی اُڑ گئی ہے ہماری! جو سکون میں ہوتا ہے اُس کو نیند کی گولی کی ضرورت پڑتی ہے کبھی؟ کیونکہ میرے بھائی دل کا تعلق ان چیزوں سے ہے ہی نہیں! وہ ایک پھر آگے اس کو مزید سکون کے لیے نافرمانی کرتے ہیں (میں ان لوگوں کی بات نہیں کررہا جو صرف یعنی نافرمانی والے ہیں، اچھے امیر بھی ہیں جو الحمدللہ اچھے لوگ ہیں سکون والے بھی ہیں ان میں سے، میں اُن کی بات کررہا ہوں جو دنیا میں مگن ہو چکے ہیں) اور صرف اپنی خواہش کے پیچھے دوڑ لگا کر ہر طرف دوڑ لگائی ہے! جوئے میں بھی پیسہ کمایا ہے حرام سے پیسہ کمایا ہے، لینڈ مافیا کے ساتھ مل کر ادھر سے بھی پیسہ ہتھیایا ہے ہر طرف سے کرپشن کر کے سکون ملا ہے؟! تو تلاش کس چیز میں ہیں؟ سکون کی تلاش میں ہیں۔ ملا ہے؟ جتنی بھی نافرمانی ہوگی اتنی ربّ سے دوری ہوگی اتنی ہی بے سکونی ہوگی!

تو کرنا کیا چاہیے؟ واپس پلٹیں ربّ کی طرف۔ سچی توبہ کریں ربّ کی طرف واپس پلٹیں، اس دل کو ربّ سے جوڑیں اور واللہ دیکھیں سکون کیسے ملتا ہے!

دو لوگ استغفار کرتے ہیں، یہ سو دفعہ کرتا ہے، یہ ہزار دفعہ کرتا ہے پھر بھی بے سکونی ہوتی ہے۔ استغفار کے ساتھ بے سکونی کیسی؟! اور دل صاف نہیں ہوا نا! دل صاف رکھیں غیبت کو چھوڑیں چغل خوری کو چھوڑیں، نمیمت کو چھوڑیں، شرک، بدعات، خرافات جو بھی دل کی بیماریاں ہیں غلاظت ہے باہر نکالیں اور اس دل کو پھر صاف کردیں۔

﴿إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (الشعراء: 89)، قلب سلیم دنیا میں ہوگا تا قیامت مرتے وقت تک ہوگا پھر دیکھیں قیامت کے دن کس طریقے سے آسانیاں ہوتی ہیں، واللہ مرنے سے لے کر جنت تک کا جو راستہ ہے یہ آسانی سے طے ہوگا۔

لیکن اگر دل میں غلاظت ہے، بغض ہے، کینہ ہے، نفرت ہے اور بہت ساری دل کی بیماریاں ہیں، ربّ سے دوری روزانہ کے اعتبار سے ہے (نعوذ باللہ)، کئی ایسے لوگ ہیں جو ربّ سے دور ہوتے جارہے ہیں اور دل کی بے سکونی بڑھتی

جارہی ہے اور محرمات کا ارتکاب بھی بڑھتا جارہا ہے (نعوذ باللہ) کیا ملا؟ دنیا بھی ہاتھ سے گئی آخرت بھی گئی (نعوذ باللہ ہاتھ سے گئی! اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، بعث کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اس پر اتفاق ہے آسمانی ادیان کا (جو ادیان السماویہ ہیں) اور ہر دیندار اس پر یقین رکھتا ہے اور یہ ارکان ایمان جو چھ ہیں اُن میں سے ایک ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ہے اور کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرتا وہ کسی بھی ملت کی طرف اگر اپنی نسبت کرتا ہے کسی صورت میں بھی۔

یعنی یہودی ہے، نصرانی ہے یا کسی بھی دین پر عمل کرنے والا ہے تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ انسان مرے گا اور دوبارہ زندہ ہوگا۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ تقدیر پر ایمان کے تعلق سے بات کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (08.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔